



”بسم اللہ الرحمن الرحیم۔۔۔

السلام علیکم احباب۔۔۔۔۔

”ناولز کی دنیا“ کے ناولز میں خوش آمدید۔۔۔۔۔

ناولز کی دنیا (NKD) کی جانب سے ناولز کو بغیر کسی غلطی کے آپ تک پہنچانے کی کوشش کی گئی۔ اگر کوئی غلطی اس میں ملتی ہے تو اسے محض اتفاق سمجھا جائے۔ کیونکہ ناول کو پورا پروف ریڈ کر کے ہی پبلش کیا جاتا ہے چوک ہونا محض اتفاق ہوگا۔۔۔۔۔

نئے اور مختلف لکھنے والوں کے لیے ”ناولز کی دنیا“ [ویب سائٹ / گروپ / پیج / یوٹیوب چینل](#) دے رہا ہے تمام لکھاریوں کو ایک ایسا پلیٹ فارم جہاں آپ اپنی خدا داد صلاحیتوں کو اپنے قلم سے تحریر کر کے اپنا اور اپنے ملک کا نام روشن کر سکتے ہیں۔۔۔۔۔ اگر آپ کو بھی اللہ کی طرف سے یہ صلاحیت دی گئی ہے تو اسے اجاگر ضرور کریں۔۔۔۔۔ ہمیں آپ جیسے ہی لکھاریوں کی تلاش اور ضرورت ہے۔۔۔۔۔

اگر آپ ہمارے بلاگز پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ہم سے رابطہ کریں۔۔۔۔۔ اپنی تحریر اردو میں ٹائپ کر کے ہمیں بھیجیں۔ جتنا جلدی ہو سکا آپ کی تحریر پوسٹ ہو جائے گی۔۔۔۔۔

مزید تفصیلات یا کسی بھی طرح کی مدد کے لیے ہم سے گروپ یا پیج انباکس میں رابطہ کریں یا ای میل پر ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔۔۔۔۔

Email address :- Novelskiduniya77@gmail.com

Facebook page :- [Novels ki duniya](#)

(user name [@zoyatalib77](#))

Facebook group :- [Novels ki duniya](#)

Instagram Page:- [Nkd \(ZT\)](#) (UserName: [Novelskiduniya77](#))

[Youtube Channel: Novels Ki Dunya \(NKD\) Official](#)

(پر خیال رہے کہ یہ گروپ زویا طالب کا ہی ہو) اور باقی کے رابطے کے لیے ہر پیج کے نیچے [Blue](#) الفاظ میں لکھے لفظ میں آپکو لنکس مل جائے گے شکریہ۔۔۔۔۔

"تنبیہ: لکھاری کے حقوق کی حفاظت کیلئے اہم پیغام"

اس ناول کے تمام جملوں کی حقوق مصنف یا لکھاری 'رخسار اعجاز' کے نام پر ہیں۔ کسی بھی صورت میں، اس ناول کے کسی بھی حصہ یا کہانی کو کسی دوسرے پلیٹفارم یا سوشل میڈیا پر شیئر کرنے سے پہلے، لکھاری کی اجازت حاصل کرنا ضروری ہے۔ بغیر اجازت کے کسی بھی شخص یا پلیٹفارم پر یہ ناول کا استعمال کرنے والوں پر سخت کارروائی کی جا سکتی ہے۔

اس ناول کو "ناولز کی دنیا" پلیٹفارم پر لکھاری کی اجازت کے ساتھ پبلش کیا جا رہا ہے، لہذا اگر یہ ناول اس پلیٹفارم کے علاوہ کہیں اور بھی ملتا ہے یا اس پی ڈی ایف کو استعمال کر کے مختلف جگہ پبلش کیا جاتا ہے تو اس کے خلاف قانونی کارروائی کی جا سکتی ہے۔

All Rights Reserved to the Writer "Rukhsar Ijaz" And "Novels ki Duniya". Publishing this novel or any part of this story is prohibited to any Website, Channel, Book and Any Digital Or Social Platform...

(یہ کہانی اور اس میں موجودہ کردار صرف تخیلات ہیں۔ کسی بھی واقعی کہانی یا شخص سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اگر کسی قسم کی مماثلت پائی جاتی ہے تو یہ صرف اتفاق سمجھا جائے گا۔)

پیش لفظ

کہانی ہے نادان لڑکی کی ناول کی دنیا کی دیوانی، بے حد پھوہڑ، باپ کی لاڈلی تھوڑی معصوم تھوڑی
زبان کی تیز، جس نے ناک میں دم کر رکھا تھا گھر والوں کا۔۔۔

نمکین سویاں

از قلم: رخسار اعجاز

لکڑی کا چھوٹا سا صندوقچہ سنگھار میز پر رکھا ہوا تھا۔

صندوقچے پہ خوبصورت کشید کاری میں رنگوں کی آمیزش بکھری ہوئی تھی، جس کے اندر کچھ کاغذات تھے۔ ایک مٹیالا کاغذ جھریوں زدہ بوڑھے ہاتھوں نے تھام رکھا تھا۔ بوڑھی آنکھیں کاغذ پر لکھے الفاظ پڑھ رہی تھیں۔

شیشے میں دیکھیں تو بوڑھا وجود سفید رنگ کا لباس زیب تن کیے، نم آنکھیں لیے بیٹھا نظر آ رہا تھا۔ بالوں میں بھی سفید چاندی بکھری ہوئی تھی، چند ایک بال کالے رہ گئے تھے۔

یہ الفاظ تو دل اور دماغ میں رچے بسے ہوئے تھے مگر آنکھیں بار بار ان لفظوں کا طواف چاہتیں تھیں۔

ایک ہاتھ سے گولڈن فریم میں مقید عبد اللہ صاحب کی تصویر کو سفید کریپ کے دوپٹے کے پہلو سے صاف کیا دوپٹے کے چاروں طرف قریشیہ بنا ہوا تھا، یہ دوپٹہ خاص عبد اللہ اپنی پسند سے ان کے لیے لے کر آئے تھے۔

"بھولی بانو سفید رنگ تم پہ بہت چلتا ہے۔"

ماضی کی یاد کا ایک جھونکا گزرا۔ نم آنکھوں سے تصویر کو دیکھا۔ سفید کڑتے میں ملبوس عبد اللہ مسکرا کر اپنی بانو کو دیکھ رہے تھے۔ کڑتے پہ ہوئی تارکشی خود بانو نے پیار سے اپنے ہاتھوں سے کی تھی۔

نم آنکھوں اور کانپتے ہاتھوں سے خط تہہ کیا اور آنکھوں سے لگایا خط سے بکھرتی چنبیلی کی خشبو اندر تک سما گئی۔ وہ باری باری سنگھار میز پر بکھرے ہوئے خطوط لکڑی کے صندوق قچے میں مقید کرنے لگیں۔

"آج عبد اللہ کو گزرے پانچ سال ہو گئے ہیں کوئی دن ایسا نہیں گزرا جب تمہیں یاد نہ کیا ہو۔" وہ افسردہ چہرے سے تمام خطوط صندوق قچے میں مقید کرتی گئیں۔

کمرے کا فرنیچر ان کی شادی کا پرانے طرز کا تھا۔ کمرے کی ہر چیز سے ان کے شوہر کی یادیں وابستہ تھیں۔

کھڑکیوں پہ بھی ان کے جہیز کے ہلکے گلابی رنگ کے پردے آویزاں تھے جس میں گلاب اور چنبیلی کے پھول بکھرے ہوئے تھے۔

"بی اماں! ٹھاہ۔۔۔" وہ کھکھلاتی ہوئی بی اماں کے سامنے کھڑی ہو گئی۔

بی اماں نے گھبرا کر اپنے دل پہ ہاتھ رکھا۔

"تو مرے گی کسی دن میرے ہاتھوں سے۔" بی اماں نے اسے اپنی سٹک دکھائی۔

بی اماں کی باتوں پہ مسکراتی گلابی لان کے کرتے میں وہ ایک کھلا ہوا گلاب لگ رہی تھی۔ اسے بی اماں کو تنگ کر کے بہت مزا آتا تھا۔

"بلی کی طرح دبے پاؤں اندر گھس آئی مجھے پتہ بھی نہ چلا۔ ویسے تو ہر وقت اچھلتی کودتی رہتی ہو میرے کمرے میں ایسے گھستی ہو جیسے واردات کرنے آئی ہو۔" بی اماں نے رنگ میں بھنگ ڈالنے والی کو کوفت سے دیکھا۔

"یہی تو میں دیکھنے آئی تھی۔" اس نے خطوط کی طرف اشارہ کیا

"مجھے پتا تھا آپ اپنی عمر و عیار کی زنبیل کھولے بیٹھیں ہو گئیں جس کا دیدار ہمارے جیسی چھوٹی چھوٹی چیونٹیوں کے لیے ممنوع ہے۔"

اس نے ایک خط جھپٹنے کی کوشش کی۔

بی اماں کا ڈنڈا زو سے اس کے ہاتھ پر پڑا وہ درد سے بلبل اٹھی۔

"ہائے۔۔۔ ہائے! بی اماں مار ڈالا۔" وہ اپنا ہاتھ سہلانے لگی۔

کتنی دفعہ منع کیا ہے اپنی گستاخ نظر ان خطوط پر مت رکھا کر۔۔۔۔۔ مگر مجال ہے جو تمہاری عقل میں یہ بات سما جائے۔"

بی اماں کے جھریوں زدہ ماتھے پہ مزید جھریاں ابھرنے لگیں۔

"پڑھنے دیں گئیں مجھے تو کیا ہو جائے گا؟ پڑھنے دیں نا مجھے۔" اس نے معصوم سامنہ بنا کر التجا کی۔

"جا کر کچھ ڈھنگ کی کتابیں پڑھ لے کالج کی کتابیں پڑھتے ہوئے تو تجھے موت پڑتی تھی، ڈائجسٹ، ناول جتنے مرضی پڑھا لو تم سے۔" بی اماں غصے سے اسے ڈانتی ہوئیں اپنے صندوق کو تالا لگانے لگی۔

"ہر وقت مجھے ہی کوستی رہا کریں۔۔۔" بوڑھی اماں لگائیں تالا اور گلے میں لٹکائیں اس کا رون کے خزانے کی چابی۔

بوڑھی اماں آئی ہیں۔

ساتھ میں اپنے صندوقچہ لائیں ہیں۔

پیلے پیلے کاغذوں والا،

رنگ برنگے لفظوں والا۔۔۔

"ٹھہر جا تو ذرا پھر کہا مجھے بوڑھی اماں۔"

وہ اس کی نظم مکمل ہونے سے پہلے اپنی سٹک لے کر اس کے پیچھے لپکیں۔

نظم ادھوری چھوڑتی تیزی سے روم سے باہر نکلی اور سیڑھیاں پھلانگتی نیچے چلی گی۔

کیسے صلو اتیں اوپر سے سناتی وہ واپس مڑ گئیں، اب جوانی کے دن تو تھے نہیں کہ دوڑتے ہوئے اس کے پیچھے چلی جاتیں۔

اوپر سے نیچے آنا ان کے لیے گراں تھا مگر اپنا کمرہ چھوڑ کر نیچے شفٹ ہونے کو وہ تیار نہ تھیں۔

ہمیشہ یہ کہہ کر ٹال دیتیں۔۔۔

"عبداللہ کی یادیں بستی ہیں اس کمرے میں۔"

بی اماں اور اس کی نوک جھوک تو روز کا معمول تھی۔ ہر بات پہ ایک دوسرے سے اٹکائے رکھتیں۔

ہر وقت بی اماں کے آنکھوں میں وہ کھٹکتی رہتی نہ پڑھنے کا شوق نہ کسی اور چیز کا ہنر تھا اسے۔

بی اے کرنے کے بعد اس کا دل ہی نہیں تھا اڈمیشن لینے کو۔ پتا نہیں بی اے بھی کیسے کر لیا رو دھو کر بمشکل پاس ہی ہوتی تھی۔

بی اماں خود بی اے پاس تھیں اس زمانے میں بھی اپنی ہر جماعت میں اول آتی تھیں۔ ہنر، سلیقہ اور رکھ رکھاؤ آج بھی ان کے ہر انداز سے جھلکتا تھا۔ نجانے یہ پھوہڑ کس پہ چلی گی تھی۔

پڑھائی سے جان چھوٹی مگر پھر بھی آگے اڈمیشن نہ لینے کے طعنے ملتے رہتے، گھر کی اکلوتی لڑکی باپ کی لاڈلی تھی۔ سارے جہاں کی پھوہڑ، سجنے سونے اور ناولز کی دیوانی۔ اس وقت بھی وہ آئینے کے سامنے کھڑی چہرے پر وائٹنگ سیرم لگا رہی تھی، گھوم کر پورا عکس آئینے کے سامنے دیکھا۔

صرف خود کو ہی سجانے کا شوق تھا کمرے پہ نظر ڈالیں تو ہر چیز بکھری ہوئی تھی، جگہ جگہ ڈائجسٹ اور ناولز نے گھیراؤ ڈال رکھا تھا۔ گیلا ٹاول آدھا بیڈ سے نیچے زمین پہ پوچا لگا رہا تھا۔ چپس اور چاکلیٹس کے پیکٹس بیڈ کے نیچے پڑے تھے اور وہ خود کو سجانے میں تھی مصروف۔

سکائے بلوکلر کے ایمر وڈ ریڈ کڑتے اور سفید ٹراؤزر کے ساتھ سفید دوپٹے میں وہ بہت دلکش لگ رہی تھی۔ سیرم لگانے کے بعد اس نے ڈریسنگ ٹیبل پر رکھا ڈریسنگ ٹیبل رنگ برنگی کا سیمٹکس کی چیزوں سے بھرا ہوا تھا۔ میک آپ کی دوکان کہنا غلط نہ ہو گا۔

"ضرورت تو نہیں مجھے ان چیزوں کی اللہ نے مجھے بنایا ہی اتنا خوبصورت ہے۔" پنک کلر کالپ ٹنٹ لگا کے شرماتے ہوئے دوپٹہ منہ کے سامنے کیا۔

"خیر اپنا خیال رکھنا بھی تو ضروری ہے کہیں یہ حسن ماند ہی نہ پڑ جائے۔" اپنی بڑی کالی آنکھوں سے اپنا عکس آئینے میں دیکھتے ہوئے وہ خود کلامی کر رہی تھی۔

کھڑی ناک میں باریک سلور کلر کی نوزپن بہت اٹھ رہی تھی۔ کانوں میں سفید کلر کے چھوٹے چھوٹے ٹاپس پہنے وہ کھلے بالوں میں کنگھا کرنے لگی، کمر تک آتے سیدھے کالے بال اس کے حسن کو چار چاند لگاتے تھے۔

"مروا۔۔ مروا! کہاں ہو تم۔۔؟ آج پٹوگی مجھ سے، سارا دودھ گرا دیا، تمہیں دھیان رکھنے کے لیے کہا تھا پھوٹ کر کہیں کی۔"

ہائے اللہ جی! "نیچے سے آتی آواز سن کر اس نے گھبرا کر ہیر برش ڈریسنگ ٹیبل پر رکھا۔"

"یہ کیا ہو گیا میں بھول کیسے گئی، اماں آج مجھے چھوڑے گی نہیں۔"

"نیچے آؤ زرا تمہاری کلاس لوں۔"

تو تو گئی مروا آج۔!!

وہ بھاگتی ہوئی اپنے کمرے سے باہر نکلی بی اماں کا اور اس کا کمرہ اوپر کے فلور پہ تھے۔ وہ سیڑھیاں پھلانگتی ہوئی نیچے اتر آئی۔ نگے پیر مار بل کے فرش پہ رکھتی کچن کی طرف دوڑی۔

جہاں نورین غصے سے دودھ والا برتن لیے کھڑی تھی۔ جو جل کر کالا سیاہ ہو گیا تھا، دودھ کا ایک قطرہ بھی باقی نہیں تھا۔

برتن نے سیاہی خود پہ ڈھانپ لی تھی، جلنے کی بدبو کی وجہ سے اس نے ناک ڈھانپا۔ پورے کچن میں بدبو پھیلی ہوئی تھی۔ نورین نے برتن اس کے سامنے کیا۔

"کیا ہے یہ؟"

برتن ہے اور کیا ہے؟ "اس نے دانت نکالے۔"

"اس کی حالت دیکھو میں پڑسیوں کے ہاں کیا چلی گی تم سے دودھ کا دھیان نہیں رکھا گیا؟"

"کیا ہو گیا اماں ادھر لائیں دھو دیتی ہوں۔"

"رہنے دے بی بی تمہارے بس کاروگ نہیں ہے۔" وہ غصے سے کہتیں ہوئیں مڑیں۔۔

برتن کوئل کے نیچے کیا تو شو شو۔۔ کر کے کالا دھواں اٹھا۔

"کتنی دفعہ کہا ہے کوئی کام سیکھ لے مگر مجال ہے جو دھیان دے۔ ہر وقت ناولوں میں سر دیے بیٹھی رہتی ہے۔"

"اچھا اماں اب بس بھی کریں، نالوں کی برائی تو نہ کریں ناولوں کی لڑکیاں تو بہت سگھڑھوتیں ہیں۔" وہ پیار سے نورین کے گلے لگی۔

"تم بھی پھر ان سے کچھ سیکھ لو۔" نورین نے برتن کی کالک اتارتے ہوئے کہا۔

"میں آپ کے ساتھ افطاری کا سامان بنواتی ہوں، اب خوش!"

نورین نے افسردگی سے سر جھٹکا۔

وہ سلاد کا سامان لیے پاس پڑی کر سی پہ بیٹھ گی، سلاد کا سامان سامنے ٹیبل پر رکھ لیا اور آستینیں چڑھالیں جیسے بکرا حلال کرنے جا رہی ہو۔ کھیر اور چھری اٹھا کر دیکھی، اسے کاٹتے کیسے ہیں اس نے سوچا۔

کھیرا کٹنگ بورڈ پر رکھا اور چھری چلائی جیسے قصائی بکرا حلال کر رہا ہو، پھر زور سے کھیرے پہ چوٹ لگائی، کھیرے نے چھلانگ لگائی اور نورین کے قدموں میں جا کر خود کشی کر لی۔

مروانے میز کے نیچے سے جھانک کر دیکھا۔

برتن دھوتے ہوئے نورین کے پاؤں اس کی طرف مڑے۔

"جابی بی چلی جا یہاں سے میں خود بنالوں گی مہربانی جاؤ یہاں سے۔" نورین نے ہاتھ جوڑے۔

اس نے جلدی سے سر اٹھا کر دیکھا چھری ادھر رکھی اور معصوم منہ بناتی کچن سے باہر نکل گئی۔

بی اماں صحن میں بیٹھی بھنڈیاں کاٹتی نظر آرہیں تھیں۔ وہ ڈائجسٹ لیے ان کے ساتھ صحن میں پڑی چارپائی پہ بیٹھ گئی۔

"یہ ڈائجسٹ رکھ دے اور میرے ساتھ بھنڈی تو بنوادے زرا۔" مروان کو بیٹھتا دیکھ کر بی اماں نے کہا۔

"کب سے تیری ماں کچن میں لگی ہوئی ہے تجھے کوئی احساس ہے اس بات کا۔"

"مجھ سے نہیں ہوتا بی اماں یہ سب کچھ۔" ڈائجسٹ میں سر دیے ہوئے بولی۔

"یہ ان میں جو ہر وقت گھسی رہتی ہے یہ سب ہو جاتا ہے تجھ سے تیرے باپ کو شکایت لگاؤں گی۔"

"لگالیں لگالیں ہونہ،" اس نے برا سامنہ بنایا۔

وہ تھوڑی دیر تک اسے غورتی رہی، مگ روہ ٹس سے مس نہ ہوئی۔

"اچھا بی اماں یہ تو بتائیں دادا جان نے پہلی دفعہ آپ سے محبت کا اظہار کیسے کیا تھا؟" اس نے پاس پڑے تکیے

کاسہارا لیتے ہوئے دلچسپی سے پوچھا۔

"چل ہٹ۔۔۔ کتنی دفعہ یہ رام لیا سن چکی ہے پھر وہی پوچھنے لگ جاتی ہے۔" بی اماں کے بھنڈیاں کاٹنے کی رفتار کم ہو گئی۔

"بتائیں نا، میری پیاری بھولی بانو۔" مروابی اماں کو بہلاتے ہوئے۔

"تمہارے مرحوم دادا بھی مجھے اسی نام سے پکارتے تھے۔" انہوں نے پلو سے آنکھوں میں آئے آنسو صاف کرتے ہوئے مرحوم عبداللہ کو یاد کیا۔

"ہیں۔۔۔! مگر مجھ کے آنسو ہیں کیا؟ جو فوراً ٹپک پڑے۔" وہ تھوڑا نیچے کو جھک کر بی اماں کی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی بولی۔

"تمہیں کیا پتہ ساتھی کے بچھڑ جانے کا دکھ۔"

"اب بس بھی کریں، کیا پرانی فلموں کی ہیروئن کی طرح ٹسمے بہا رہی ہیں، اپنی رام لیلا شروع کریں۔۔۔"

"عمر میں کتنی بڑی ہوں کوئی ادب کیا کر۔" مروا کو ڈانٹتی ہوئی پھر سے باقی بچی بھنڈیوں کی طرف متوجہ ہوئیں۔

"بتادیں میری سہیلی نہیں ہیں۔۔۔؟ ہمارے تو کمرے بھی جوڑواں ہیں۔"

"بتاتی ہوں۔۔۔ زیادہ مسکے نہ لگاؤ۔۔۔ تمہارے دادا اور میں ایک ہی کالج اور ایک ہی جماعت میں تھے یہ تو تمہیں پتا

ہی ہے، ایک دن مجھ سے کتاب بہانے سے لی اور جب واپس کی تو الگ ہی چنبیلی کی مہک اٹھ رہی تھی کتاب میں

سے، خوشبو میں نہلایا ہوا خطرہ آمد ہوا بس پھر کیا تھا میں تو ان کے لفظوں پہ ہی دل ہار بیٹھی۔"

وہ ذرا مزید آگے کو جھکی۔

بی اماں نے پھر پلو سے آنسو صاف کیے۔

"آئے ہائے۔۔۔! سارا سسپنس خراب کر دیا آپ کی آنکھوں کی رم جھم نے، جو بن برسات ہی بر سے جارہیں ہیں۔ یہ آنکھیں ہیں یا پانی کا کنواں۔۔۔؟؟ لائیں مجھے دیں اپنا دوپٹہ میں صاف کر دوں گی آنسو بس کہانی میں رکاوٹ نہ ڈالیں۔"

بی اماں نے صدمے سے اسے دیکھا۔

"اچھا اب سنائیں نا آگے خط میں کیا لکھا تھا۔۔۔؟" مروانے ان کے دوپٹے کا پلو تھامتے ہوئے کہا۔
"خط میں لکھا تھا۔۔۔"

بی اماں تھوڑی دیر کو روکیں۔

"چل چھوڑ میرا پلو، بہانے بہانے سے خط سننا چاہ رہی ہو۔۔۔؟ میں تمہیں خطوط پڑھنے جو نہیں دیتی۔" غصے سے اپنا پلو چھڑاتیں بھنڈیوں کی طرف متوجہ ہوئیں جو پچھلے ایک گھنٹے سے رکاوٹوں کا شکار ہو رہیں تھیں۔
مروانے کے تیور بدلے۔

اتنا آسان نہیں ہے ان سے اُگوانا۔۔۔ مروانے سوچتے ہوئے سرد آہ بھری اور پھر سے ناول کی دنیا میں ڈبکی لگانے لگی۔

"چل جا اٹھ کر میرے لیے پان تولگا دے اچھا سا جامیری بچی اٹھ۔" انھوں نے پیار سے اسے مخاطب کیا۔

"واہ! واہ! میرا روزہ ہے روزے دار سے اپنے لیے پان لگوا رہی ہیں۔" ناول سے منہ نکالتے ہوئے اس نے مایوسی سے انہیں دیکھا۔

وہ شوگر اور ہائی بلڈ پریشر کی مریض تھیں اس لیے اب روزے نہیں رکھ پاتیں تھیں۔

"روزے کے ساتھ نماز پڑھنے کی توفیق تو نہیں ہوتی، پڑھوں گی۔۔۔ پڑھوں گی۔۔۔ کہتے کہتے سارا رمضان گزار دیا تم نے، گدھے کی طرح منہ باندھنے کا کیا فائدہ؟"

بی اماں دوبارہ سے اپنے موڈ میں آگئی تھیں۔

"اچھا اچھا دو منٹ سکون سے بیٹھنے نہیں دیتیں آپ تو۔" وہ ڈائجسٹ پینٹی اندر کو بڑھ گی۔

راہداری میں پڑے بی اماں کے تخت پہ پان دان پڑا نظر آیا۔ اس نے سلور کلر کے پان دان کو کھولا اور اس سے پان نکال کر مصالحہ بھرنے لگی تو شیطانی دماغ میں ایک ترغیب آئی۔

ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی وہ پان کا پتہ لیے کچن کی طرف بڑھ گی، کچن خالی تھا۔ اس نے فریژر سے کباب کا بنا ہوا کچا مصالحہ نکالا اور پان کے پتے میں لپیٹنے لگی۔

اور لوڈ کرنے بعد وہ فاتحانہ مسکراتی ہوئی صحن کی طرف پلٹی۔

"بی اماں! منہ کھولیں پان لے آئی میں۔"

بی اماں نے منہ کھولا، پان زیادہ کھانے سے بی اماں کا منہ سرخ ہو رہا تھا۔ اس نے سرخ منہ میں پان ڈال دیا۔

جلدی سے اپنا ڈائجسٹ اٹھا کر یہ جاوہ جاہو گی۔

بی اماں نے پان چبایا تو کچے کباب کے مصالحے کا ذائقہ محسوس ہوا تو غصے سے بلبلا اٹھیں۔

"ٹھہر جا تو کمبخت ماری۔۔۔!" بی اماں نے اپنی ہوائی چپل اٹھائی اور جاتی ہوئی مروا کی طرف پھینکی۔ چپل لہراتی ہوئی مروا کی کمر میں جا لگی۔

"آہ۔۔۔! ہٹلر کے زمانے میں ہونا چاہیے تھا آپ کو چار پانچ دشمن تو آپ نے اپنی ہوائی چپل اور سٹک سے ہی گرا دینے تھے۔" وہ کمر سہلاتی ہوئی دروازہ پار کر گئی۔

بی اماں پان منہ سے نکال کر اس کو ڈھیروں صلواتیں سناتی رہیں۔

مغرب میں تھوڑا ٹائم باقی تھا سب ڈائننگ ٹیبل پہ بیٹھے افطاری کے انتظار میں تھے، نورین بیگم ابھی تک کچن میں پکوڑے تلنے میں مصروف تھیں پکوڑے تو ضروری تھے خاص طور پہ پاکستان میں تو سب ایسے بناتے ہیں جیسے روزے کے ساتھ ہی فرض ہو۔ عصر کو کچن میں جاتیں تو افطاری کہ وقت ہی کچن سے رہائی ملتی کچھ دیر کے لیے مغرب کے بعد پھر سے چائے کا سیشن شروع ہو جاتا۔

بالوں کی اونچی پونی ٹیل کیے ٹہلتی ہوئی کچن میں آئی ماں کو اتنا کام کرتے دیکھ کر اسے رنج ہوا۔

"لائیں اماں مجھے دے دیں میں رکھ آتی ہوں سامان ڈائننگ ٹیبل پہ۔"

"اچھا یہ شربت رکھ آؤ۔" نورین نے شربت کا جگ اسے ہاتھ میں تھمایا۔

وہ شربت کا جگ لیے کچن سے باہر نکل آئی۔ فرش پہ پھیلے ہوئے پانی سے اس کا پاؤں پھسلا اور وہ بل کھاتی ہوئی فرش پہ گر گئی۔

چھناک۔۔۔ کی آواز گونجی، نورین بھاگتی ہوئی کچن سے باہر آئی۔ مروا کپڑے جھاڑتی ہوئی اٹھ رہی تھی۔

جگ اچ، شربت فرش پہ پھیلا ہوا تھا۔ جس پے دو چار مکھیاں بھنبھنار ہیں تھیں۔

نورین صدمے سے اسے اٹھتے ہوئی دیکھنے لگی۔

ہائے میرے اللہ! نورین نے اپنا سر پکڑا۔

"کسی کام کی نہیں ہو، تم نے کام کرنے کی بجائے میرا کام بڑھا دیا ہے، افطاری میں ٹائم ہی کتنا رہ گیا ہے۔"

"وہ امی میں۔۔۔ میں۔۔۔"

"کیا میں۔۔۔ میں، لگا رکھی ہے جاؤ جا کر ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھو میں خود ہی کر لوں گی سارے کام۔"

مرواڈانٹ کھانے کے بعد ڈائننگ ٹیبل کی طرف بڑھ گی۔

"کیا ہوا؟" احتشام صاحب نے مروا کو منہ لٹکا کر آتے دیکھا تو پوچھا۔

"جگ ٹوٹ گیا اور شربت بھی گر گیا۔"

"کوئی بات نہیں بیٹا ادھر آؤ۔" احتشام نے مروا کو پیار کیا۔ پاس بیٹھیں بی جان غصہ ضبط کرتی ہوئی تسبیح پڑھنے لگیں۔

سورج پورے آب و تاب سے افق پہ چمک رہا تھا دوپہر کے اس ٹائم سب روزے دار آرام کر رہے تھے۔

وہ بالوں کا جوڑا باندھے لان کا بلیک کرتا اور شفون کا دوپٹہ گلے میں ڈالے دیوار کے پاس کھڑی تھی۔ علی ساتھ کھڑا ہو کر مردوں سے لدی ٹہنیوں کو دیکھ رہا تھا۔

جس پہ کچے اور پکے امرود لٹک رہے تھے۔

امرو د کے درخت کی ٹہنیاں ہمسائیوں کے گھر سے دیوار کے اوپر سے ہوتی ہوئیں ان کی گھر آتیں تھیں۔

وہ ندیدوں کے کی طرح ٹکٹی باندھے امرو دوں کو غور رہی تھی۔

"آپی امی ڈانٹیں گی۔" علی نے ڈرتے ہوئے کہا۔

"امی کیوں ڈانٹیں گی؟ ایک ہی امرو د پر دونوں مل کر نشانہ لگائیں گے۔" مروا نے پتھر ہاتھ میں پکڑتے ہوئے کہا۔

"افطاری کے بعد دونوں مل کر چھت پر بیٹھ کر کھائیں گے، میں تین تک گنوں گی میرے ساتھ نشانہ لگانا۔"

علی اس سے چھوٹا تھا وہ اس کے کاندھوں تک آتا تھا۔ دونوں کی شکل و شبہات میں بھی کافی فرق تھا۔ علی تھوڑا سانولہ جبکہ مروا گورے رنگ کی تھی۔ وہ علی سے چھ سال بڑی تھی۔

دونوں نے مل کر امرو د کو نشانہ لگایا علی کا پتھر امرو د کو لگا اور امرو د نیچے گر گیا۔

مروا کا پتھر لہراتا ہوا ہمسائیوں کے گھر چلا گیا۔

"ہائے! میں مر گیا، سر پھوڑ ڈالا کبختوں نے۔"

ہمسائیوں کے گھر سے آواز سنتے ہی دونوں امرو د پکڑ کر وہاں سے گدھے کے سر سے سینگ کی طرح غائب ہو گے۔

دو منٹ بعد دروازے پہ بیل بجی۔۔۔

نورین نے دروازہ کھولا۔ کلیم صاحب کی آواز اوپر تک آرہی تھی۔ وہ اونچی آواز میں بول رہے تھے۔

"آپ کے بچوں نے پتھر مار کر میرا سر پھوڑ دینا تھا آج تو۔ کچھ دن پہلے کھڑکی کا شیشہ توڑ ڈالا تھا۔ میں درخت کی

چھاؤں میں لیٹا ہوا تھا، یہ پتھر مجھے آکر لگا۔"

"دیکھیں آپ کو کوئی غلط فہمی ہوئی ہے، وہ دونوں تو سو رہے ہیں۔"

"ان دونوں کی ہی حرکت ہے، مجھ کوئی غلط فہمی نہیں ہوئی۔"

"میں آپ سے معذرت کرتی ہوں ان کے ابو آئیں گے تو میں شکایت لگاؤں گی بلکہ وہ آپ سے معافی مانگنے بھی آئیں گئے۔"

کچھ دیر بعد آوازیں آنا بند ہو گئیں، کلیم صاحب چلے گئے تھے۔

کمرے کا دروازہ کھلا اندھیرے میں ڈوبے ہوئے کمرے میں روشنی ہوئی۔

مروا اور علی دونوں گہری نیند سوتے ہوئے نظر آ رہے تھے۔

"غلط فہمی ہوئی ہے کلیم صاحب کو"، نورین نے دونوں پہ نظر ڈالتے ہوئے سوچا۔ میرے معصوم بچوں کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔

یہ سوچتے ہوئے واپس پلٹیں کہ کسی چیز کے گرنے کی آواز سن کے رک گئی۔

علی کی ہاتھ کی گرفت سے امرود بیڈ سے نیچے جا گرا۔

مروانے آدھی آنکھ کھول کر واپس پلٹی نورین کو دیکھا۔

نورین کی امرود پر نظر پڑی تو انھوں نے غصے سے چپل اٹھالی۔

"آج چھوڑوں گی نہیں تم دونوں کو، ناک میں دم کر رکھا ہے سب کا"

دونوں بیڈ سے اٹھ کر بھاگے، نورین چلاتی ہوئی ان کے پیچھے جوتا لے کر دوڑیں۔

افطاری کرنے کے بعد اپنے کمرے کی بالکنی میں کھڑی ہو کر وہ آسمان پر عید کا چاند تلاش کر رہی تھی، آسمان کو کافی دیر تک ٹٹولنے کے بعد اسے چاند نظر آ ہی گیا۔ خوشی سے وہ پھولی نہ سمائی۔۔۔

جلدی سے دوپٹے سے سر کو ڈھکا اور دعاما نگنے لگی۔

"یا اللہ میری تمام چھوٹی چھوٹی خواہشیں پوری کر دے، مجھے، سالار سکندر جیسا دولہا عطا کر دے یا فارس غازی جیسا، نہیں نہیں فارس جیسا رہنے دیجئے گا وہ کبھی کبھی روڈ بھی ہو جاتا ہے، مجھے کھانا بھی خود بنادیا کرے آپ کو تو پتہ ہے مجھے کھانا نہیں بنانا آتا۔

اور میری بی اماں کو ہدایت دے دے ہر وقت مجھے ڈانٹتی رہتیں ہیں، ان کی سٹک ہی ٹوٹ جائے۔

ہائے۔۔! وہ چلے گئیں کیسے؟ سٹک رہنے دیجیے گا۔

ان کے خزانے کی چابی میرے ہاتھ لگ جائے تاکہ میں سارے دادا کے دیے ہوئے لولیر پڑھ سکوں۔

اللہ تعالیٰ یہ جو ساتھ کے کلیم صاحب ہے ان کے دل میں بھی رحم ڈال دے وہ خود کہیں بچوں جتنے مرضی امرود توڑ لو۔" اس نے حسرت سے امرودوں سے لدی ٹہنیوں کو دیکھا۔

"سارے امرود خود ہی کھاتے رہتے ہیں اس لیے پانی والے ڈرم جتنا پیٹ ہے ان کا۔۔۔"

"آپ حکم تو کریں پورا امرود کا درخت ہی آپ کے نام لگوادیں گے۔"

دعاما نگتے ہوئے اس کے کانوں میں یہ آواز پڑی۔

"یا اللہ عید کا چاند نظر آتے ہی شیطان کو آزاد کر دیا اتنی بھی کیا جلدی تھی، اللہ کرے کلیم صاحب کے بیٹے کی ٹانگ ٹوٹ جائے، منحوس میری دعا میں ٹپک پڑا ہے۔ امین۔۔۔!"

اس نے ہاتھ منہ پہ پھیر کر دعا ختم کی۔

"ہائے! ظالم لڑکی ایسی دعائیں تو نہ مانگو، نمیر نے گھبرا کر اپنی ٹانگ پکڑ لی۔"

"تو کیسی دعا مانگوں؟ عید کا چاند نظر آتے ہی شیطان کے چیلے آزاد ہو گے۔" مروانے کمر پہ ہاتھ رکھتے ہوئے طنز کیا۔

"شیطان تو مت کہو۔" نمیر نے برا سا منہ بنایا

"تو اور کیا ہو تم، جیسا باپ ویسا بیٹا ہر آتی جاتی لڑکی کو گھورتے ہو، تمہارا باپ اللہ کی زمین پر اُگے ہوئے درخت

پر قبضہ مافیا کی طرح قبضہ کر کے بیٹھا ہوا ہے، کوئی بیچارہ امرود کھالے تو کیا ہو جائے گا؟"

"یہ دیکھو تمہارے لیے کیا لایا ہوں؟"

مروانے ابرو اچکا کر دیکھا۔ کچے کچے امرودوں سے بھرا پلاسٹک کا تھیلا اس نے سامنے کیا۔

امرود دیکھتے ہی مروانے کے منہ میں پانی آ گیا لیکن اپنی انا بھی پیاری تھی۔

"مجھے نہیں چاہیے تمہاری یہ خیرات پیچھے کر دے" اس نے ناک چڑھائی

دونوں گھروں کی بالکنیاں ساتھ جڑی ہوئی تھیں۔ نمیر نے تھیلا اس کی طرف رکھ دیا۔

"دیکھو منع نہ کرنا مجھے پتہ ہے تمہیں بہت پسند ہیں۔" امرودوں کی بات تھی اس لیے خاموش ہو گئی۔

"ویسے میرے دوست مجھے سلار سکندر کہتے ہیں۔" نمیر نے اپنا کالر جھٹکا۔

مروانے سر سے پاؤں تک اس پتلے سے اونچے قد کے سانولے لڑکے کو دیکھا جس نے بال براؤن کلر میں رنگ رکھے تھے، گلے میں لٹکتی ہوئی چین سے کوئی گلی کا آوارہ لڑکا معلوم ہوتا تھا۔

"تم اور سالار سکندر؟" مروانہ پہ ہاتھ رکھ کر ہنستی گئی۔

"ہاں، میں کسی سالار سکندر سے کم تو نہیں تم چاہو تو تمہاری دعا قبول ہو سکتی ہے، سالار تمہیں مل سکتا ہے۔ میں ابو کو تمہارے گھر رشتہ لینے بھیجوں؟" نمیر شرماتے ہوئے اپنے مدعے پہ آیا۔

"کیا کہا تم نے؟ شکل دیکھی تم نے اپنی۔"

"دیکھی ہوئی ہے، میں تو تمہیں کھانا بھی خود بنا کر کھلاؤں گا۔"

"تمہارے ہاتھوں سے کھانے سے بہتر ہے مروانہ ہر نہ کھالے۔ تم دونوں باپ بیٹے کی حرکتوں سے تنگ آ کر تمہاری ماں گھر چھوڑ گئی ہے۔"

"تم بھی تو سارے جہاں کی پھوہڑ اور نکمی ہو انڈہ تک تو تمہیں ابا لانا نہیں آتا کون کرے گا شادی تم سے؟"

"کیا۔۔ کیا! ٹھہرو تمہیں مزا چکھاتی ہوں۔"

مروانے امرودوں کے تھیلے سے ایک بڑا امرود نکال کر اُس کی آنکھ کا نشانہ لیا۔ امرود نے اس کے ماتھے کو ہٹ کیا۔

"آہ۔۔ اف! میرا سر۔" نمیر نے اپنا سر پکڑ لیا۔

باقی کا تھیلا بھی اس کے اوپر انڈیل دیا۔ نمیر اپنی جان بچا کر بھاگا۔

"بڑے آئے رشتہ بھیجنے والے، ہنہ۔" وہ منہ چڑاتی ہوئی کمرے کے اندر غائب ہو گئی۔

"عید کے لیے سویاں تم بناؤ گی۔"

"کوئی کام کرنا سیکھو وہ چاند دیکھنے کے بعد ہمسائی سے مہندی لگوا کر آئی تھی۔"

کچن میں داخل ہوتے ہی اس پہ بم پھٹا۔

"کیا میں۔۔۔!" اس نے حیرانگی سے نورین کی طرف دیکھا

"اب کیا بیس توپوں کی سلامی دے کر بتاؤں کہ سویاں بناؤ، کوئی گھرداری سیکھو اب کل کو ساس تانے دے گی۔"

نورین سویاں پیکٹ سے باہر نکالنے لگی۔

"میرے پاس پہلے ہی دو ساسیں ہیں بی جان اور آپ، اصلی والی ساس مجھ سے پیار ہی کرے گی بہو والی زندگی تو پہلے

ہی گزار رہی ہوں۔" مروا مہندی لگے ہاتھوں پہ پھونک مارنے لگی۔

"مہندی خشک کرو اور سویاں بناؤ باتیں نہیں۔"

ایک گھنٹے بعد وہ کچن میں کھڑی ایپرن پہنے نورین کی سربراہی میں سویاں بنا رہی تھی۔

بادامی رنگ کا کڑھائی والا کرتا پہنے بہت معصوم لگ رہی تھی۔

وہ چمچ چلاتی ہوئی غور سے رنگ برنگی سویوں کو اُبلتے ہوئے دودھ میں پکتا ہوا دیکھ رہی تھی۔

نورین نے چمچ سے چینی چیک کی مٹھاس کچھ کم معلوم ہوئی۔

موبائل کی رنگ ٹون بجی۔۔۔

"یہ آدھا کپ چینی سویوں میں ڈال دینا میں کال سن کر آتی ہوں اور دھیان رکھنا سویاں نیچے نہ لگیں چھچھ چلاتی رہنا۔"

"ٹھیک ہے۔"

نورین کے جاتے ہی سفید سفوف والا جار کھولا اور آدھا کپ ابلتی ہوئی سویوں میں انڈیل دیا۔
نورین کی باہر سے آواز آئی۔۔۔

"مر وافلیم آف کر دینا دو منٹ بعد اور سویاں ٹھنڈی کر کے فریج میں رکھ دینا۔"
مر وانے حکم کی تابعداری کرتے ہوئے سویاں ٹھنڈی کی پستے اور بادام سے گارنش کیں اور فریج میں رکھ دیں۔

صبح کا سورج چمکا تو ڈھیروں رونقیں اپنے ساتھ لے کر آیا، بچے بڑے سب عید کی تیاریوں میں لگے تھے۔
مر واپنے کمرے میں آئینے کے سامنے کھڑی سفید کلر کے جھمکے کانوں میں پہنتی نظر آرہی تھی۔ لمبے کمر تک آتے کالے بال شانوں پر بکھرے ہوئے تھے۔ ڈارک براؤن کلر کی لپسٹک ہونٹوں پر سبھی تھی۔۔
سفید چوڑیاں دونوں بازوؤں میں کھن کھنارہیں تھیں۔

"مر وازرا نیچے تو آؤ۔۔۔"

نورین کی آواز پر وہ جلدی جلدی سفید کھوسہ پیروں میں پہنتی نیچے کی طرف بھاگی، دونوں طرف سفید پازیبیں چھنچھنارہیں تھیں۔

"آرام سے آجاتی کوئی پیچھے لگا ہوا تھا؟"

"بول میں سویاں ڈالو اور اپنی خالہ کے گھر دے کر آؤ۔"

نورین کی نو شین سے کافی دوستی تھی وہ ان کی بہن کی طرح تھیں۔

"امی ابھی تو میں تیار ہوئی ہوں اب کہاں بازاروں کی دھول اپنے اوپر ڈالنے سویاں دینے چلی جاؤں،" اُس نے اپنے تنفس کو بھال کرتے ہوئے کہا۔

"کہا ہے نہ جاؤ اور جلدی آنا مہمان آنے والے ہیں تمہارے ابو کے دوست اور ان کی فیملی وہ اپنے بیٹے کے رشتے کے لیے آنا چاہتے ہیں۔"

"یہاں کس کا رشتہ لینے؟" اُس نے حیرانگی سے پوچھا۔

"تمہارا اور کیا تمہاری بی جان کا۔۔۔!"

وہ تھوڑا سا شرمائی پھر نظر سویوں کے بول پہ پڑی تو موڈ خراب ہو گیا۔

"عید کے دن بھی کام۔" وہ پیر پختی ڈش اٹھا کر چل دی۔

سر پہ دوپٹے لیے پیروں تک آتی سفید لمبی فرائی پہنے جس پہ ہلکا گولڈن کام ہوا تھا ہے، وہ بازار میں چلی جا رہی تھی۔

اس کی نظر ایک گھر کے اندر لگے امرودوں کے درخت پر تھی۔ جس پہ بھر بھر کر امرود لگے تھے۔

گھر کی دیوار چھوٹی تھی جہاں سے امرود کا درخت باہر جھانک رہا تھا۔

مروا کے منہ میں پانی آگیا۔ اسے پہلے یہ درخت نظر میں کیوں نہیں آیا۔ اس نے ہونٹوں پہ زبان پھیری تو لپسٹک کا ذائقہ اندر گیا وہ کافی بد مزہ ہوئی۔

گاڑی کے پاس سے گزرتے ہوئے وہ نیچے پڑی کسی چیز سے ٹکرائی۔
سویوں والا بول اس کے ہاتھ سے چھوٹا اور نیچے گر گیا ڈش اس کے ہاتھ میں ہی رہ گئی۔
وہ بمشکل سنبھل کر پیچھے ہٹی۔

وہ کوئی چیز نہیں کوئی شخص بیٹھا گاڑی ٹھیک کر رہا تھا جس کے سر پر وہ سویاں انڈیل چکی تھی۔
سویاں اس کے سر سے بہتی ہوئی منہ سے نیچے جا رہی تھیں۔

"ہائے اللہ جی!" وہ گھبرا کر پیچھے ہٹی۔

نیچے بیٹھا لڑکا اب کھڑا ہو کر اسے گھور رہا تھا۔ اس کے نقوش رنگ برنگی سویوں کے کچھے چھپ گئے تھے۔ دو لکھیاں اڑتی ہوئی آئیں اور اس کے ناک پر بیٹھ گئی۔

وہ ہنستی ہوئی منہ پر ہاتھ رکھ کر پیچھے کو مڑی۔

"رکیں۔۔" پیچھے سے آواز آئی اس کے چلتے ہوئے قدم رک گے۔

"محترمہ سویاں نمکین ہیں۔"

"ہائے اللہ جی۔۔۔!" عید کے دن بھی بے عزتی ہوگی۔ اس نے گھبرا کر دل پر ہاتھ رکھا اور گھر کی طرف دوڑ لگا دی۔

ٹھوکر لگنے سے وہ گرتی گرتی سنبھلی۔

"رکیں سنیں تو۔۔۔" اپنے پیچھے آواز کو انسنی کرتی وہ دوڑ گئی۔

وہ پھولے ہوئے سانس کے ساتھ گھر پہنچی، گھر میں اس کے ابو کے دوست اور ان کی وائف ڈرائنگ روم میں بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ نظر بچا کر دروازے کے پاس سے گزرتی ہوئی کچن کی طرف چلی گی۔

کچن میں کھڑی ہو کر پانی پی رہی تھی جب امی نے حکم صادر کیا۔

"چلو یہ سرونگ ٹرالی باہر مہمانوں کے سامنے لے کر جاؤ اور دھیان سے جانا۔"

"امی میں۔۔۔؟" وہ شکڈ سی ٹرالی میں سبھی رنگ برنگی لوازمات کو دیکھنے لگی۔

"ہاں تم۔"

"امی کہیں میرے ہاتھوں ان کا آخری وقت نہ آجائے۔" اس نے بیچارگی سے ٹرالی میں پڑے ہوئے گلاب جامن، کیک، بسکٹ اور نمکو کی پلیٹ کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"چلو لے کر چلو اور آرام سے جانا سکھڑ لڑکیوں کی طرح۔" نورین نے نصیحت کی۔

"یا اللہ اب میں صحیح سلامت پہنچ جاؤں۔" کچھ پڑھ کر خود پہ پھونکتی ٹرالی لیتے ڈرائنگ روم کی طرف بڑھ گی۔

ٹرالی لے کر روم میں آئی ادب سے سب کو سلام کیا، لوازمات اٹھا کر سب کے سامنے ٹیبل پر رکھنے لگی۔

گلاب جامن کی پلیٹ اٹھانے لگی تو فراک کا ایک کونا جھکتے وقت ٹرالی میں اٹک گیا، بس بچاری کی قسمت بری تھی مہمانوں کے سامنے بھی عزت نہ رہی۔

پلیٹ ہاتھ سے اچھلی تو گلاب جامن بھی ساتھ فضا میں رقص کرنے لگے۔ مروا ہراتی ہوئی صوفے کی خالی سیٹ پر گری۔ پلیٹ ہاتھ میں ہی رہ گئی مگر گلاب جامن رقص کرتے ہوئے واپس زمین پہ لوٹ آئے۔

دو گلاب جامن اثر صاحب کی وائف کی گود میں گرے جیسے ان کی گود بھرائی کی رسم ہو رہی ہو، تو تیسرے نے احتشام صاحب کے چائے کے کپ میں ڈبکی لگاتے ہوئے خود کشی کر لی، چائے کپ سے چھلک کر پلیٹ میں گر گئی۔ سب منہ کھولے گلاب جامن کی برسات دیکھ رہے تھے۔

بی اماں نے اپنا سر پکڑا یہ سب دیکھ کر۔

"کوئی بات نہیں بیٹا ہو جاتا ہے ایسا۔" مسز اثر نے اپنی گود سے گلاب جامن اٹھاتے ہوئے کہا۔

وہ شرمندہ سی ڈرائنگ روم سے باہر آ گئی۔

"یہ ٹاول دے آؤ اثر صاحب کے بیٹے کو میں رکھنا بھول گئی تھی وہ واش روم میں ہے کچھ گر گیا تھا اس پر۔"

اپنے روم کی طرف جاتی ہوئی مروا کو نورین نے پکارا۔۔۔۔

وہ جلدی سے ٹاول پکڑ کر مڑ گئی، نورین بیگم اس کی ڈرائنگ روم کی سرکس سی ابھی ناواقف تھیں۔

مروانے واش روم کا دروازہ ناک کیا۔ سامنے سے ایک سفید کرتا شلوار میں ملبوس لڑکا باہر نکلا جس کے بال اور منہ گیلا ہو رہا تھا بالوں سے پانی کے قطرے بہہ کر نیچے گر رہے تھے جو سفید کرتے کو بھگور رہے تھے۔

وہ کھڑے نقوش والا لڑکا کافی جاذب نظر تھا جس کی مڑی ہوئی پلکیں اس کی دلکشی میں اضافہ کر رہیں تھیں۔

"نمکین سویوں والی۔۔۔؟" شازم نے انگلی اٹھا کر پوچھا۔

سامنے والے کی بات سن کر اس پہ بم پھٹا۔

"ہائے اللہ جی!" وہ گھبرا کر پیچھے مڑی۔

"یہ تو وہی ہے مکھیوں والا، نہیں میرا وہم ہے ہر جگہ سویاں ہی گھوم رہیں ہے اس لیے۔" آنکھیں بند کر کے وہ خود کلامی کر رہی تھی۔

جل تو جلال تو، آئی بلاں کو ٹال تو

جل تو جلال تو، آئی بلاں کو ٹال تو۔۔۔

وہ انگلیاں چٹکھاتی ہوئی یہی ورد کرتی جا رہی تھی۔

وہ اپنی ہنسی پہ ضبط کرتا ہوا اس کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا۔

"محترمہ یہ ٹاول مجھے دے دیں۔"

شازم نے اس کے ہاتھ سے ٹاول لے لیا اور بال خشک کرنے لگا۔

مروانے ایک آنکھ کھول کر سامنے دیکھا۔

"یہ تو سچ میں ہے۔" گھبرا کر وہ بھاگی۔

"رکو۔۔۔" اس کی آواز پر ایک دفعہ پھر اس کے قدم تھمے۔

"اپنی پازیب لیتی جاؤ جو روڈ پر گری تھی۔" شازم نے پازیب جیب سے نکالی۔

"مجھے نہیں چاہیے خود پہن لیں۔" اس نے پیچھے مڑے بغیر کہا۔

شازم نے مسکراتے ہوئے پازیب واپس جیب میں ڈال لی۔

"ویسے سویاں اچھی تھیں۔"

وہ پوری گھوم کر واپس مڑی اور حیرانگی سے اسے دیکھا۔

"پلیز کسی کو بتائیے گامت کہ 'سویاں نمکین' تھیں ورنہ ہر جگہ مشہور ہو جائے گا مروا تو پھو ہڑ ہے۔۔۔" معصوم منہ بنا کر وہ التجا کرنے لگی۔

"کسی کو نہیں بتاؤں گا۔" اس نے مسکرا کر کہا۔

یہ سن کر رکی نہیں اور سیڑھیاں پھلانگتی اوپر چلی گئی۔

نورین نے اسے دوبارہ سے ڈرائنگ روم میں بلایا علی کے ساتھ چلتی ہوئی ڈرائنگ روم میں آئی۔

پہلے والے کارنامے پہ بہت شرمندہ تھی، نظریں اٹھا کر دیکھا تو اس کی 'نمکین سویاں' سب کہ ہاتھوں میں تھیں۔

جہاں نورین تعریفیں کر کر کے سب کو سویاں سرو کر رہیں تھیں کہ یہ میری مروا نے بنائی ہیں۔

"ہائے مروا۔۔۔ تمہاری تو قسمت ہی پھوٹی وہ بھی عید کے دن۔" وہ منمنائی

مروا نے شازم کی طرف دیکھا جو مسکرا کر سویاں کھا رہا تھا۔ مروا سے نظریں ملیں تو اس نے کاندھے اچکائے۔

وہ نظریں جھکا کر مسز اثر کے پاس بیٹھ گئی۔

مسز اثر نے شازم کو اشارہ کیا تو اس نے اثبات میں سر ہلایا۔

"ہمیں مروا بہت پسند آئی ہے، آپ لوگوں کو کوئی اعتراض تو نہیں ہے میں اسے انگوٹھی پہنانا چاہتی ہوں بھائی صاحب۔" مسز اشرف نے احتشام صاحب کی طرف جواب طلبی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہمیں کیا اعتراض ہو سکتا ہے؟ لیکن مروا کی رائے لینا ضروری ہے۔"

"مروا بتاؤ تمہیں کوئی اعتراض تو نہیں۔"

"نہیں بابا مجھے کوئی اعتراض نہیں جیسے آپ لوگوں کی خوشی۔"

"میری طرف سے اجازت ہے آج سے آپ کی بیٹی ہے۔" احتشام صاحب نے حامی بھری، ان کی آنکھیں نم تھیں۔

عالیہ نے اپنی انگوٹھی اتار کر مروا کو پہنائی جو شرماتی ہوئی سر جھکا گئی۔

ساتھ والے صوفے پر بیٹھے ہوئے شازم نے اس کے ایک ایک نقش کو اپنی آنکھوں میں محفوظ کیا۔

"کچھ کہنا چاہتی ہو۔۔۔؟" باقی سب کو باتوں میں مصروف دیکھ کر شازم نے اس کی طرف جھکتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں۔۔۔!" سر جھکائے ہوئے اس نے جواب دیا۔

"بولو میں سن رہا ہوں۔"

"آپ مجھے نکاح کے بعد خط لکھا کریں گے۔۔۔؟"

"خط۔۔۔! کیوں آپ کے پاس موبائل نہیں ہے۔"

"نہیں دادا بھی بی اماں کو خط لکھا کرتے تھے مجھے بہت پسند ہے اس لیے آپ بھی لکھنا پلیز۔۔۔"

"ٹھیک ہے۔" اس کی بات پہ ہنستے ہوئے اس نے حامی بھری۔

"سچ۔۔!" مروانے کھلتے ہوئے چہرے سے شازم کو دیکھا۔

شازم نے اثبات میں سر ہلایا۔

"پتا ہے مجھے تم کیوں پسند آئی۔۔" شازم نے اس کے کان میں سرگوشی کی۔

"کیوں؟" مروانے شرماتے ہوئے پوچھا تو اس کے ناک کی لونگ چمکی۔

دونوں فیملیز عید کے تیسرے دن نکاح کی ڈیٹ فکس کر رہے تھے اور وہ دونوں ایک دوسرے میں گم اپنی باتیں۔

"کیونکہ تم یونیک ہو۔۔۔ باقی سب لڑکیوں سے۔"

"وہ کیسے؟" اس نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔

"ہر لڑکی کے بس کی بات نہیں ہے 'ممکین سویاں' بنانا وہ بھی اتنی اچھی۔"

دونوں نے ایک ساتھ قہقہہ لگایا۔

سب نے خوشی سے انہیں ایک ساتھ ہنستے ہوئے دیکھا، ایک پھوٹ لڑکی کو اس کا ہیرا مل گیا تھا ناول کے کرداروں

جیسا وہ خود بھی تھی پیاری سی کچھ نادان سی۔۔۔

ختم شد

"بسم اللہ الرحمن الرحیم۔۔۔"

السلام علیکم احباب۔۔۔۔"

"ناولز کی دنیا" کے ناولز میں خوش آمدید۔۔۔۔

ناولز کی دنیا (NKD) کی جانب سے ناولز کو بغیر کسی غلطی کے آپ تک پہنچانے کی کوشش کی گئی۔ اگر کوئی غلطی اس میں ملتی ہے تو اسے محض اتفاق سمجھا جائے۔ کیونکہ ناول کو پورا پروف ریڈ کر کے ہی پبلش کیا جاتا ہے چونکہ ہونا محض اتفاق ہوگا۔۔

نئے اور مختلف لکھنے والوں کے لیے "ناولز کی دنیا" ویب سائٹ / گروپ / پیج / یوٹیوب چینل دے رہا ہے تمام لکھاریوں کو ایک ایسا پلیٹ فارم جہاں آپ اپنی خداداد صلاحیتوں کو اپنے قلم سے تحریر کر کے اپنا اور اپنے ملک کا نام روشن کر سکتے ہیں۔۔۔ اگر آپ کو بھی اللہ کی طرف سے یہ صلاحیت دی گئی ہے تو اسے اجاگر ضرور کریں۔۔۔ ہمیں آپ جیسے ہی لکھاریوں کی تلاش اور ضرورت ہے۔۔۔

اگر آپ ہمارے بلاگز پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ہم سے رابطہ کریں۔۔ اپنی تحریر اردو میں ٹائپ کر کے ہمیں بھیجیں۔ جتنا جلدی ہو سکا آپ کی تحریر پوسٹ ہو جائے گی۔۔۔

مزید تفصیلات یا کسی بھی طرح کی مدد کے لیے ہم سے گروپ یا پیج انباکس میں رابطہ کریں یا ای میل پر ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔۔

Email address :- Novelskiiduniya77@gmail.com

Facebook page :- [Novels ki duniya](https://www.facebook.com/Novelskiiduniya)

(user name [@zoyatalib77](https://www.facebook.com/@zoyatalib77))

Facebook group :- [Novels ki duniya](https://www.facebook.com/Novelskiiduniya)

Instagram Page :- [Nkd \(ZT\)](https://www.instagram.com/Nkd_ZT) (UserName: [Novelskiiduniya77](https://www.instagram.com/Novelskiiduniya77))

Youtube Channel: Novels Ki Dunya (NKD) Official

(پر خیال رہے کہ یہ گروپ زویا طالب کا ہی ہو) اور باقی کے رابطے کے لیے ہر پیج کے نیچے Blue الفاظ میں لکھے لفظ میں آپ کو لنکس مل جائے گے شکریہ۔۔۔۔۔